انارکیت: ایک آخری حل
ایک جبلت کا تعارف جو ختم نہیں ہو گی.

مصنف: ڈیرن ایلن

ترجمہ: ظفر جمال

انارکیت کیا ہے؟

پہلا اعتراض: انارکیت غیر انسانی ہے؟

دوسرا اعتراض: انارکیت انتشار ہے؟

تیسرا اعتراض: انارکیت تشدد ہے؟

چوتھا اعتراض: انارکیت محدود ہے؟

پانچواں اعتراض: انارکیت غیر مہذب ہے؟

چھٹا اعتراض: انارکیت غیر حقیقت پسندانہ ہے؟

ساتواں اعتراض: انارکیت پاگل پن ہے؟ .

آپ کے پاس انتخاب، انارکیت اور انارکیت کے درمیان ہے۔

انارکیت ہی زندگی کا وہ واحد طریقہ ہے جو ہمیشہ کارآمد رہا ہے یا رہ بھی سکتا ہے۔ دائیں اور بائیں بازو، رجائیت اور قنوطیت، حتہ کے عقیدہ پرستی اور دہریت جیسے نام نہاد متبادل کی جگہ صرف یہی ایک حقیقی بدل ہے۔ اس حوالے سے آپ توقع کر سکتے ہیں کہ بڑے پیمانے پر، یہاں تک کہ کچھ انارکسٹوں کی طرف سے بھی اسے نظرانداز کیا جاتا رہا، کج فہمی کا شکار رہا اور تضحیک کا نشانہ بنتا رہا۔

انارکیت غلبے سے مکمل انکار کا نام ہے۔ ایک انارکسٹ معاشرے میں ـــــ یقیناً انارکسٹ کی ذات میں بھی ـ ـ ـ کوئی بھی کسی دوسرے فرد سے یا کسی بھی شے سے مغلوب نہیں ہوگا۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ کوئی اتھارٹی وجود نہیں رکھتی۔ انارکیت اس اتھارٹی کو رد کرتی ہے جو فرد کو کنٹرول کرنے یا اس کی رضا کے خلاف مجبور کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

. یہاں دو اہم استثناء ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ غلبے سے انکار کرتے ہوئے انارکسٹوں کو ان افراد پر ہر صورت میں قابو پانا ہوگا جو دوسرے لوگوں پر غلبہ حاصل کرتے ہیں، مجبور اور کنٹرول کرتے ہیں ـ ـ ـ زانی، قاتل، غنڈے اور قدرے بل واسطہ طریقے سے غلبہ حاصل کرنے والے چور اُچکے بھی، انہیں ان سرگرمیوں سے لازماً روکنا ہوگا۔

دوسرا استثنا یہ ہے کہ انارکسٹ ان افراد کو روکنے میں حق بجانب ہیں جو اپنے آپ پر کنٹرول نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر چھوٹے بچوں کو، نیند میں چلنے والوں کو، شرابیوں کو اور مہم جو افراد کو بھی ایک چٹان پر چلنے سے روکنے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ اگر کوئی اپنے حواس میں ہو اور چٹان سے کودنے پر اصرار کرے تو ایک انارکسٹ معاشرہ اس کی راہ میں حائل نہیں ہوگا۔

یہ دو استثنا انارکیت کے خلاف دو عمومی اعتراضات کے جزوی جوابات بھی ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ ہم چوروں، زانیوں اور قاتلوں سے کیسے محفوظ رہ سکیں گے؟ اور دوسرا، پاگل، مایوس افراد اور احمق اپنے آپ سے کیسے محفوظ ہوں گے یا پھر ان کی حفاظت کون کرے گا؟ انارکسٹ عمومی طور پر ان کا

جواب کچھ یوں دیتے ہیں کہ "لوگ" ---- "ریاست" ہر گز نہیں اور نا ہی پیشہ ور افراد۔ صرف اور صرف "ہم" --- جواب یقیناً ادھورا ہے اور مزید اعتراضات کو جنم دیتا ہے۔ان کا جواب دینے کے لیے ہمیں دنیا کے ان عناصر کی نشاندھی کرنا ہو گی جو افراد کو ان کی رضا کے بغیر کنٹرول کرتے ہیں، عوامل/عناصر جنہیں ایک مکمل انارکسٹ سماج کی تخلیق کے لیے ختم کرنا ہو گا۔ میں انہیں سات "غلبے" کہتا ہوں۔ اپنی پیچیدگی اور ہمہ گیر وسعت کے حوالے سے ان کی صعودی ترتیب حسب ذیل ہے:

۔ (مطلق-العنان) بادشاہت
۔ (سوشل- جمہوری) ریاست جو سرمائے، قانون، جائیداد اور پولیس پر مشتمل ہوتی ہے
۔ (ہمہ گیر- سرمایہ دار) کارپوریشن
۔ (ماس) اکثریت
۔ (پیشہ وارانہ-مذہبی) ادارے
۔ (ٹیکنو کریٹیک) سسٹم
۔ (ذہنی-جذباتی) انا

انارکسٹوں کے لیے بھی شناخت کرنا مشکل ہے کہ یہ تمام بدیہی طور پر جبر کی قوتیں ہیں۔ظاہر ہے کوئی بھی انارکسٹ مطلق العنانیت کی حمایت نہیں کرتا اور بہت کم ایسے ہیں جو کارپوریشنوں کے کنٹرول کی تائید کرتے ہیں، تاہم ریاست اور اس کے مختلف طریقوں اور اداروں کی حمایت انارکسٹوں میں حیرت انگیز طور پر بہت عام ہے (ووٹ دینا، انتخابی مہم چلانا، ریاستی جنگوں کی حمایت)، اسی طرح جمہوریت کی حمایت بھی (ٹریڈ یونینزم، انارکو-سِنڈیکلیت اور 'براہِ راست جمہوریت' کی دیگر اقسام) اور پیشہ ورانہ مہارت کی حمایت (پروفیسر نوم چومسکی، ڈیوڈ گریبر، مرے بوکچن وغیرہ) بھی انارکسٹ حلقوں میں عام ہے۔ نظام اور سیلف (ذات) اتنے گنجلک اور ہمہ گیر ہیں کہ اکثر اوقات انارکسٹ لٹریچر میں ان کا سرے سے ہی ذکر ہی نہیں ہوتا (سوائے چند مستثنیات

کے جیسے لاؤزو، لیو ٹالسٹائی، ولیم بلیک، ہنری ملر اور ایوان الیچ)۔ اور مزید یہ کہ انارکسٹ غلبے کی ان جابرانہ قوتوں کی حمایت کرتے ہیں یا نظر انداز کرتے ہیں، اور یہ کہ وہ یا پھر ہم، اکثر سمجھوتے پر مجبور ہوتے ہیں (بیشتر صورتوں میں کافی رضامندی سے) تاہم یہ حمایت انارکسٹوں کے نقطہ نظر کو اس سے زیادہ متاثر نہیں کرتی جتنی کہ سبزی خوری کے قائل بعض افراد کی پوزیشن ایک کرافٹی بیکن سینڈوچ (پورک والا سینڈوچ) میں پورک کھانے سے متاثر ہو سکتی ہے۔

اس کے باوجود کہ انارکسٹوں کی کیا رائے ہے یا پھر وہ کوئی رائے نہیں رکھتے، یقینی طور پر یہ ایک حقیقت ہے کہ مذکورہ سات غلبے۔۔۔ جبر کی طاقتیں ہیں کیونکہ فطرت کو اور افراد کو اُن کی رضا سے برخلاف قابو میں رکھتے ہیں۔ یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ شہنشاہ اپنی رعایا کو مجبور کرتے ہیں، ریاستیں اسی پر عمل پیرا ہیں اور جائیداد کی ملکیت، زر کی دولت، تحریر کی صلاحیت یا قوانین کا استعمال ، اکثریت کی قوت، خصوصی فنی مہارت، پیشہ وارانہ اتھارٹی اور منظّم اطاعت۔۔۔ یہ سب لوگوں پر غلبے کے لیے طاقت فراہم کرتے ہیں۔۔۔ حتہ کہ بعض اوقات سدھانے/پالتو بنانے کے لیے بھی۔ بلا شبہ ایک حد سے بڑے اور پیچیدہ آلات بھی لوگوں کو غلام بنا لیتے ہیں اور انہیں ایسے طریقوں سے سوچنے، کام کرنے اور محسوس تک کرنے پر مجبور کرتے ہیں جو ان کی اپنی اعلی فطرت کے لیے اجنبی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہیں کار یا ٹرانسپورٹ سسٹم یا فارم (ہاوس) یا سکول استعمال کرنے پر مجبور کرتے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ اپنی جبلتوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔ آخر میں بلا خوف تردید یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بے چین ذہن اور ہیجان، انسان کے شعوری تجربے پر قابو پا سکتے ہیں اور لوگوں کو وہ کہنے، سوچنے اور محسوس تک کرنے پر اکساتے ہیں جو حقیقت میں وہ نہیں چاہتے ، مثال کے طور پر ان میں نفرت، غصے، مایوسی کی تحریک پیدا کرتے ہیں۔ میں خواہش کرنے یا پریشان ہونے سے بچنا چاہتا ہوں لیکن اگر میں ایماندار ہوں تو مشاہدہ کر سکتا ہوں کہ اس موقع پر اپنی ذات پر میرا اپنا نہیں بلکہ میری "احمق ذات" کا اختیار ہوتا ہے۔

لٰہذا ایک ایسا فلسفہ، جس کا اساسی اصول یہ ہے کہ غلبے/ تسلط کی تمام شکلیں باطل ہیں، اُسے اپنے ناگزیر نقائص اور سمجھوتوں کے باوجود۔۔۔ ان کے خلاف محاذ آرا ہونا چاہیے: ریاستوں کی آزادانہ طاقت، جائیداد، کارپوریشن، پیشہ واریت، سرمایہ، قانون، منارکیت، آلات اور اپنی ماہیت میں فکر مند، منصوبہ ساز، محتاج پر تشدد اور خواہشات کی خبطی۔۔۔۔ ذہنی وجذباتی جھوٹی ذات کے خلاف کھڑا ہونا ہوگا۔

مختصراً یہ نراجی رویہ ان لوگوں کے لیے قدرے اجنبی ہے جو غلبہ پسند نظاموں کا حصہ رہ چکے ہوں۔ جس طرح کی آزادی کا بیان نراجی کرتے ہیں، وہ عام فرد کے تجربات سے اتنی دور ہے کہ جیسے تجویز کرنے والے، مریخ پر زندگی گزارنے کا بہترین نسخہ پیش کر رہے ہوں، تاہم حقیقت میں یہ انسانی سماج کی اصلی شکل ہی نہیں ہے بلکہ یہ وہ طریقہ ہے جس کے مطابق ہم میں سے بیشتر لوگ پہلے ہی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں، کم از کم ان موقعوں پر جب ہم بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اپنی محبتوں میں، دوستیوں میں اور یہاں تک کہ کبھی کبھار نظام کے شکنجے میں رہتے ہوئے، کام کے دوران بھی ہم انارکسٹ ہوتے ہیں. جب ہمارا باس غیر حاضر ہو اور ہر کوئی اُس 'انتشار' کا حل ڈھونڈنے کے لیے جمع ہو جائے جو اُس (باس) نے پھیلایا ہوتا ہے۔ ہم چند ثانیوں لیے اجتماعیت کی ایک سادہ اور موثر جھلک دیکھتے ہیں جو لمحوں کی برق رفتاری کے سبب ہماری توجہ سے پھسل جاتی ہے ۔مگر اسی دوران باس کی واپسی ہو جاتی ہے اور کام کی عام دنیا بھی لوٹ آتی ہے۔۔۔ سیاست کی، پولیس کی یا اساتذہ کی یا روپے پیسے کی۔ پھر کوئی ہمیں آگاہ کرتا ہے کہ وہ انارکسٹ ہے اور ہم تصور سے آشنا ہوتے ہیں، جو گرچہ بے معنی نہیں ہوتا لیکن حیران کن ضرور ہوتا ہے۔ یقینا" ہم غور کرتے ہیں، بہر صورت ہم کرتے ہیں۔

پہلا اعتراض: انارکیت غیر انسانی ہے؟

انسانی فطرت کی اصل حقیقت کیا ہے، غلبے کے ان سب نظاموں کے نیچے جو ہمیں مجبور کرتی ہے؟ اگر کوئی اور چیز یا کوئی شخص ہمیں کنٹرول نہیں کر رہا — حتہ کہ ہمارے اپنے جذبات اور خیالات بھی نہیں — تو باقی کیا بچتا ہے؟ ہم کام کیسے کریں گے؟ کیا ہم ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے؟ چوری، لڑائی اور لالچ کے ذریعے اوپر پہنچنے کی کوشش کریں گے؟ پاگل ہو جائیں گے؟

حاکمیت پسند — حقیقی حاکمیت پسند جو مذکورہ سات "غلبوں" کے حامی ہیں، وہ "ہاں" میں جواب دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان فطرتاً خود غرض، احمق اور متشدد ہوتا ہے، اس لیے ہمیں بادشاہت، ریاست، کارپوریشن، جمہوریت، قوانین، مزید براں غلبہ پانے والے ذہن یا جذبات پر قابو پانے کی ضرورت ہے، تاکہ "انارکی" کو روکا جاسکے، انارکی — ایک حرف جس کی تشریح وہ قُرون وسطہ کی دوزخ کے قریب قریب کرتے ہیں، جس میں انسان نما دیو، ایک دوسرے کا شکار کرتے ہوئے ہر طرف آزادانہ دندناتے پھرتے تھے۔ مگر آزادی پسند — اور میں دوبارہ حقیقی آزادی پسندوں کا ذکر کر رہا ہوں جو کسی جبر کو قبول نہیں کرتے — وہ اس کا جواب "نہیں" میں دیں گے۔ بلا شبہ انسان متشدد، خود غرض اور احمق ہو سکتا ہے لیکن آخر کار ہم پُر امن، فراخ دل اور ذہین مخلوق واقع ہوئے ہیں۔

حاکمانہ سوچ رکھنے والے عام افراد اس طرح کے خیال پر رد عمل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں، لوگوں کو دیکھیں، خبروں پر دھیان کریں تو ہم صریحاً متشدد، خود غرض اور غبی واقع ہوئے ہیں۔ حاکمیت پسند ماہر نفسیات بھی اتفاق رکھتا ہے؛ وہ کئی ایک تجربات کی طرف توجہ دلائے گا جن سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ متشدد، خود غرض اور احمق ہوتے ہیں۔ حاکمیت - پسند فلسفی بھی متفق ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان سات غلبوں سے باہر کوئی تنظیم یا کوئی معنی یا پھر ذہانت وجود نہیں رکھتی۔ ان کے پاس فطرت اور فطرتِ انسانی پر اپنی بے اعتمادی چھپانے کے لیے بہت سارے پیچیدہ نظریات ہیں۔ مگر اسی پر تو حاکمیت پسند رویے اپنی بنیادیں استوار کیے ہوئے ہیں۔

یہاں ایک آزادی پسند اس بات کی نشاندہی کر سکتا ہے کہ وہ لوگ جو ہمارے ارد گرد ہیں، جن کے بارے میں حاکمیت پسند شکایات رکھتے ہیں اور حاکمیت پسند ماہر نفسیات جن پر تحقیق کرتا ہے، ان کی پرورش ایک ایسی دنیا میں ہوئی ہے جسے جبر کے ذریعے قابو میں رکھا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ ہمیں حاکمیت پسند قوتوں کی ضرورت ہے کیونکہ جن لوگوں پر حکم پسندوں کا غلبہ ہوتا ہے وہ متشدد، خود غرض اور احمق ہوتے ہیں، یہ ایک منطقی مغالطہ ہے۔ یہ کہنا یوں ہی ہے جیسے کہ پرندوں کو پینجروں میں بند رکھنے کی ضرورت ہے چونکہ پینجروں میں بند پرندے خطرناک ہوتے ہیں۔

انارکسٹ انسانیت کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کی بنیاد اس بات پر نہیں رکھتا کہ آس پاس کے لوگ کیسے سوچتے ہیں یا کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں بلکہ وہ اپنی فطرت پر استوار کرتا ہے۔ اس حوالے وہ حاکمیت پسندوں سے مختلف نہیں ہوتا۔ فرق صرف یہ ہے کہ جب وہ اپنی ذات کے اندر جھانکتا ہے تو اسے علم ہوتا ہے کہ بے شک وہ ایک دروغ گو، ایک بزدل، ایک احمق یا ایک سادیت پسند ہو سکتا ہے لیکن حتمی طور پر وہ اپنی جبلتوں پر انحصار کرتا ہے کہ اپنی اصل میں وہ ایک پرامن، فراخ دل اور بھلی سوجھ بوجھ کا مالک ایک فرد ہے۔ وہ دلیل پیش کرتا ہے کہ دوسرے بھی لازماً اسی طرح کے ہو سکتے ہیں، ایک نتیجہ جو اس کے انتہائی قریبی تعلقات سے نکلتا ہے اور اس پر واضح کرتا ہے کہ اختیار اور طاقت کی عدم موجودگی افراتفری کا نام نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض: انارکیت انتشار ہے؟

ایک عمومی ترین اعتراض جو حاکمیت پسند انارکسٹوں کی طرف سے تمام پابندیاں ختم کرنے کے مطالبے پر کرتے ہیں، وہ محض خدشہ ہی نہیں ہے کہ انارکیت انتشار کے مترادف ہے بلکہ کلچر کو کنٹرول کرنے والے ہی الفاظ کی تعریف وضع کرتے ہیں۔۔۔ ایک تحریری سچ کے طور پر۔۔۔ نظام (سسٹم) کی لغات میں لفظ انارکی کا مطلب ہی انتشار ہے، باوجودیکہ، پاگل پن کی چند استثنائی مثالوں کے سوا، حقیقی انارکسٹ کبھی بھی نظم (آرڈر) کے خلاف نہیں رہے۔ سوال جو انارکسٹ پوچھنے کی جسارت کرتے ہیں وہ ہے کہ کون سا نظم؟ اور کس کا نظم؟ انارکسٹ یقین رکھتے ہیں کہ زندگی

گزارنے کے قابل صرف وہ سماج ہے، جو وجدانی یا فطری بنیادوں پر طور پر کسی طرح کے قدرتی نظم (آرڈر) پر استوار ہو اور انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو ترتیب دے سکے۔ لیکن حاکمیت پسندوں کے لیے یہ (وجدان، فطرت) وجود نہیں رکھتے۔ اِن کا انہیں کوئی ثبوت نظر نہیں آتا۔ ان کے نزدیک وجدان / فطرت ایک بے ہنگم جذباتیت کا دوسرا نام ہے، اور فطرت میں کم از کم اصولی طور پر ان کو جو کچھ نظر آتا ہے، وہ جنگ و جدل، خوف، تکلیف، خالص (نر) مرد، درجہ بند (طبقاتی) جد و جہد، مجہول حکم پسندی وغیرہ ہیں۔ فطرت چاہے کتنی ہی خوبصورت، منظّم اور ترتیب یافتہ کیوں نہ ہو، مگر اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ ان لوگوں کے لیے فطرت اور انسانی فطرت میں منظّم عناصر تو موجود ہو سکتے ہیں، لیکن بالاخر یہ ایک نہ ختم ہونے والی اور ہر کسی کی ہر کسی کے ساتھ جنگ ہے۔ لہٰذا معاشرے کو منظّم کرنے کا مطلب لازماً ہماری فطری جبلتوں کو دبانا اور کنٹرول کرنا ہے۔ نتیجہ؟ لوگ ناراض، بور، بے وقوف اور پُر تشدد وجود بن جاتے ہیں ——-- یعنی بے ترتیب۔ دوسرے الفاظ میں وہ انتشار کا غیر منظّم ---

"لیکن دیکھیں ہر شے کس قدر شفاف ہے! دیکھو تمھارے فون کی کارکردگی کتنی کمال درجے کی ہے! ایم 25 پر کس نفاست سے تارکول بچھا ہے"۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سسٹم کے انتشار (کیاس) کا ادراک انتہائی مشکل ہے کیونکہ یہ رسمی طور منظّم ہے، ہر چیز دیکھنے میں درست لگتی ہے، بشرطیکہ آپ دیکھ درست جگہ پر دیکھ رہے ہوں۔ مثلاً کاغذ پر ہر شے درست نظر آئے گی کیونکہ تحریر کے ایجاد ہونے سے، نظام کی اولین ترجیح بھی یہی رہی ہے کہ زمین و آسمان کی ہر شے کو بہر صورت پڑھا جا سکے —— ہر شے پیمایش شدہ، نام یافتہ، معیار یافتہ ہو اور کنٹرول میں ہو۔ ہر چیز تب ہی ٹھیک نظر آتی ہے جب وہ مردہ ہو۔ ایک جدید فارم (زرعی) اس ترتیب کی بہترین مثال ہے کیونکہ اس میں ہائپر سطح پر منظّم کی ہوئی ایک فصل کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں بچتا اور جو اسی طرح کے ایک منظّم شدہ کیمیائی (مصنوعی) ذریعے (ان پٹ) کی بنیاد پر پھلتی پھولتی ہے (اس کا اطلاق جدید کمپیوٹر اور جدید شہر پر بھی ہوتا ہے)۔ آخر کار ہر شے اس وقت تک خوش گوار دکھائی دیتی ہے جب تک ناخوش گوار پر نظر نہ پڑے۔ ہمارا واسطہ، ہم نفسوں یا دوسرے جانداروں کے ساتھ براہ راست نہیں ہوتا، اس طرح لیے ہم دیوانگی / افراتفری کے اس احساس سے محفوظ رہتے ہیں جو دفتر

(فلیٹ، فارم، فیکٹری یا دکان) کے باہر پھیلی ہوتی ہے۔ تمام اہم تعاملات نظام کے ذریعے سے ہوتے ہیں، لہٰذا ہمیں ان مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا جن سے ہمارا باضابطہ نظم (آرڈر) تشکیل پاتا ہے (مثال کے طور پر وہ لوگ جو ہمارے لیے کمپیوٹر تیار کرتے ہیں یا وہ جانور جو ہمارے.برگر میں استعمال ہوتے ہیں) یا ان کے اثرات کا سامنا نہیں ہوتا (جب ہم اپنا کچرا اور فضلہ پھینک دیتے ہیں تو وہ کہاں جاتا ہے)۔ ہم (لوگ) جراثیم کش منی کوپرز، ڈائیسن ویکیوم اور سیلف سروس آمدورفت (چیک آؤٹ) کے دائروں میں زندگی گزارتے ہیں۔ ہمیں ہر شے دکھائی دیتی ہے، جس طرح یہ قدیم یونانیوں اور رومیوں کو دیتی تھی، جن کو اس دہشت کا ذرا بھی اندازہ نہیں تھا جس پر کہ،.بڑے قرینے سے مرتب کی ہوئیں ان کی زندگیاں استوار تھیں۔ ہمیں اپنے اوپر پورا اعتماد ہے کیونکہ ہم اپنے ماحول کی حفاظت اور اس کے انتظام پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں، گیٹ کے باہر جو کچھ بھی موجود ہے وہ قابل توجہ نہیں ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ باہر وہاں کچھ گڑبڑ ہے یا وجدانی طور پر ہم محسوس کرتے ہیں، جیسے پارٹی کے دوران فاصلے سے آنے والی طوفانی گھن گرج، جو ہمیں خوف زدہ کردیتی ہے، چنانچہ ہم قابل اعتماد تنظیم وترتیب میں آسرا تلاش کرتے ہیں تاکہ تشویش سے چھٹکارا پا سکیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنی ریکارڈ کولیکشن ترتیب دینے یا کچن کی صفائی یا ٹکٹ جمع کرنے یا نقشوں کو پرکھنے وغیرہ میں کوئی حرج ہے؛ لیکن کو بہرصورت وہ کھلونے تیار کرنا ہوتے ہیں جو غلبے سے پیدا ہونے والی تشویش میں سکون فراہم کریں؛ غلبے کا کیاس۔۔۔ ان کھلونوں کی اضافی پیداوار ہے جو تشویش میں آرام پہنچانے کے لیے تیار کیے جاتے ہیں۔

زمین کو صنعتی ٹیکنالوجی سے قابو کرو، لوگوں کو ظالمانہ قوانین سے قابو کرو، بچوں کو سخت 'ڈسپلن' سے قابو کرو، عورتوں کو جسمانی طاقت یا فکری چالبازی سے قابو کرو، اپنی زندگی کو سخت ڈسپلن، اہداف اور نظاموں سے قابو کرو، اندھیرے کو مسلسل چوبیس گھنٹے روشنی سے قابو کرو؛ اور کیا ہوتا ہے؟ کاغذ پر سب کچھ ٹھیک نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقی دنیا میں، غلبہ غیر فطری افراتفری پیدا کرتا ہے۔۔۔ مگر غلبہ طاقت یا اتھارٹی کی طرح بھی نہیں ہے۔ سمندر طاقت ور ہے لیکن انارکسٹ لہروں کے خلاف جدوجہد نہیں کرتے ۔اسی طرح بزرگ افراد بعض اوقات اپنے تجربے کی بنا پر بہت اتھارٹی رکھتے ہیں، صرف ایک سنکی ہی

اصولوں کی بنیاد پر بزرگی کی مخالفت کرتا ہے یا ان کی بصیرت افروز باتیں سننے سے منکر ہو گا۔ "اتھارٹی میں ہونا" یا "ایک اتھارٹی ہونے" کے درمیان انتہائی اہم فرق ہے، جس کا اظہار ہماری زبان سے بھی ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں آپ کی طاقت ایک رتبہ (پوزیشن) رکھنے سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی تعریف کے لحاظ سے ایک غیر لچکدار رول یا درجہ (رینک) ہو سکتا ہے اور دوسری صورت میں آپکی قوت ایک ایسی حثیت سے آتی ہے جس میں آپ اپنا تجربہ، علم اور حساسیت استعمال کر سکتے ہوں۔ اور جب یہ حالات تبدیل ہوتے ہیں تو قوت تحلیل ہو جاتی ہے اور یقیناً ایسا ہونا بھی چاہیے۔

طاقت کو رتبوں (کار منصبی، رول) اور عہدوں (درجوں، رینک) میں معین (فکس) کرنے کے وہی اثرات نکلتے ہیں جو ناموں کو عنوانات میں، نفس مضمون کو تعریفوں میں، اور رہنما نکات (گائیڈ لائینز) کو قوانین کی شکل دینے سے ہوتے ہیں۔ وہ اصل حالات کا جواب دینے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ: زبردست ناکامی اور نا قابلِ انتظام افراتفری، جس سے ہر وہ شخص آگاہ ہے، جس نے عنوانات، تعریفوں، قوانین اور منجمد (فکسڈ) اختیارات والی تنظیم میں کام کیا ہو۔۔۔ نچلی سطح پر، حقیقی صورت حال کا سامنا کرنے والے ——۔ اسے (انتشار کو) اپنے اختیار سے باہر پاتے ہیں۔ جبکہ اوپر والے نہ صرف اصل صورت حال سے قطعی طور پر لاعلم ہوتے ہیں بلکہ وہ اُن لوگوں کی قوت سے خوف زدہ رہتے ہیں جو یہ ادراک رکھتے ہیں کہ اصل میں لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟۔۔۔ اور 'بڑے' (اوپر بیٹھے) اس صورت حال کو استعمال کرنے کی کسی بھی کوشش کو جنونی انداز میں دبا رہے ہوتے ہیں۔

ایک انارکسٹ گروپ میں، جس میں کوئی بھی دوسروں کے مقابلے میں زیادہ صلاحیت یا حساسیت کا مالک ہو، وہ قدرتی طور پر 'قیادت' سنبھال سکتا ہے۔۔۔ کوئی بھی معقول شخص، چاہے وہ انارکسٹ ہو یا نہ ہو، طوفان میں ایک تجربہ کار ملاح کی بات سننے سے انکار نہیں کرے گا۔۔۔ درحقیقت صلاحیت اور حساسیت کا طرہ امتیاز ہی یہ ہوتا ہے کہ ان میں زبردستی شامل نہیں ہوتی۔ ایک حقیقی لیڈر کے منہ سے نکلا ایک حرف، اور ہر شخص اپنی خوشی سے اس پر عمل کرتا ہے۔ ایک بار ہم جبر ختم کر دیں تو حساسیت اور صلاحیت قدرتی طور پر اتھارٹی کے مددگار کی حیثیت سے اختیار سنبھال لیتے ہیں۔ اس طرح انارکسٹ معاشرہ دراصل قائدین سے بھرپور ہوتا ہے۔

جس طرح انارکیت اتھارٹی، قوت اور نظم کے قطعی برعکس نہیں ہے اسی طرح یہ نام نہاد قوانین سے بھی متصادم نہیں ہے۔انارکسٹوں کے ڈسکشن بورڈ پر ایک عام شکایت یہ درج ہوتی ہے۔"کیا واقعی میں یہ ایک انارکسٹ گروپ ہے۔" دیکھو آپ قوانین رکھتے ہیں"۔ سوال' قوانین کے وجود (یا عدم وجود) کا نہیں ہے بلکہ ان کے لچکدار ہونے کا ہے، یعنی وہ کس حد تک، کس تناظر میں استثناء کی اجازت دیتے ہیں، ان کی حدود کیا ہیں (اگر کوئی انہیں نظر انداز کرتا ہے اسے کس حد تک آزادی حاصل ہے) اور ان کے مقاصد کیا ہوتے ہیں (تمام ضابطے کس مقصد کے لیے ہیں)؟۔انارکسٹ قوانین، نظام کے قوانین کے برعکس لوگوں کی ذہانت سے اور مختلف طرح کے غیر معمولی حالات سے مطابقت رکھتے ہیں جن سے لوگوں کو واسطہ پڑتا ہے، اختلاف کرنے والوں کو ان کی حدود سے باہر اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دیتے ہیں، اور خاص کر ایسے سچ کی خدمت کرتے ہیں جو انا زدہ (انا کی حدود) نہیں ہوتا۔

-

شاید آپ سوچ رہے ہوں کہ یہ تو بہت بہتر دکھائی دیتا ہے لیکن ہم ان کاہل لوگوں کا کیا حل ڈھونڈیں گے جو کام سے گریز کرتے ہیں، چوروں اور مجرموں کا، جو دوسروں کی پیدا کردہ اشیا یا اثاثے چراتے ہیں۔اس کا انارکسٹ جواب یہ ہے کہ ہم صدیوں سے ان لوگوں کو مدد فراہم کر رہے ہیں اور انہیں ہم ایلیٹ کہتے ہیں۔جب لوگ اپنے لیے اور اپنے ہم نفسوں کے لیے، جبر اور اختیار کے بغیر، معقول حد تک معاون حالات میں کام کرتے ہیں تو وہ کام چوری اور دوسروں کا مال ہڑپ کرنے کی طرف مائل نہیں ہوتے۔یقیناً ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے مگر جب وہ طاقت میں نہیں ہوں گے، جیسے آج ہیں، تو ان سے نمٹنا بھی آسان ہوگا۔

یہ خوف کہ ہم پولیس کے بغیر اپنی حفاظت نہیں کر سکتے یا ڈاکٹروں کے بغیر ہم خود صحت یاب نہیں رہ سکتے، بالکل اس خوف کی طرح ہے جیسے ہم لی ڈل (ایک جرمن سپر سٹور) کے بغیر خود کو خوراک نہیں پہنچا سکتے۔سکولوں کی مثال لیں۔حاکمیت پسند سوال کرتے ہیں کہ ان کے بغیر ہم بچوں کو تعلیم یافتہ کیسے بنائیں گے؟انارکیت پر دوسرے اعتراضات کی طرح یہ اعتراض بھی زیر بحث ادارے کو

تناظر اور شعور سے الگ کر دیتا ہے۔اس کے مطابق : " حقیقت یا صورت حال کو اس کی موجودہ شکل میں فرض کرتے ہوئے (قلتِ اشیا کا مجموعہ) ، معاشرے کو اس کی موجودہ حالت میں تصور کرتے ہوئے (دشمن کا علاقہ) ،افراد کو بھی موجود صورت میں فرض کرے ہوئے (خود غرض جانور یا گناہ گار دیوتا) ۔۔۔ اور اگر ہم ان اداروں کو ختم کر دیں جو حقیقت (اصل) سے ہماری حفاظت کرتے ہیں، جو معاشرے کو منظّم کرتے ہیں اور لوگوں کو قاعدے میں رکھتے ہیں، تو ایسی صورت میں سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اگر ان مفروضوں کو درست مان لیں تو واقعی میں، ہر شے برباد ہو جائے گی۔

سکولوں کے بغیر دنیا ایک تعلیمی سوسائٹی کی متقاضی ہے جس میں فطرت اور اس میں نوجوانوں کی سرگرمیاں، نوجوانوں کو آزادانہ طور پر مہیا ہوتی ہیں۔ سیکھنے کے مواقع ـــــ۔ کام اور کھیلنے کے مواقع ـــــ۔۔ فطرت میں ہر دوسری شے کی طرح ان کی بھی بہتات ہے۔ جب بچے موسیقی سکولوں میں، گیراج میں، ورکشاپ میں، لائبریری میں، تجربہ گاہوں میں، شفاخانوں میں، تھیٹر میں، فارم ہاؤسز میں اور فٹ بال کے میدانوں میں بڑوں کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں تو وہ سیکھتے ہیں۔ بچوں کو حقیقت کے ساتھ براہ راست رابطے سے لیکن سند یافتہ مڈل مین کے احکامات کے بغیر اپنا کلچر سیکھنے کی اجازت کیوں نہیں ہوتی ؟ کیونکہ حقیقت بہت زیادہ وائلڈ / بے قابو ہے۔اس پر اثر ڈالا جاسکتا ہے، سمجھا جاسکتا ہے،استعمال میں لایا جاسکتا ہے، حتہ کہ سراہا بھی جاسکتا ہے لیکن اس پر غلبہ نہیں پایا جاسکتا۔ یہی نکتہ ہے جو انہیں ۔۔۔ وہ جو اداروں کے ذریعے کنٹرول کے نشے میں مبتلا ہیں ۔۔۔ خوفزدہ کرتا ہے، اور پلے اسٹیشن کے سامنے بے حس و حرکت سانسیں کھینچتے، ہزاروں بچوں کا مستقبل نہیں۔ اسی طرح جب کام پُرلطف ہو (یا کم از کم بامعنی ہو) جب آرام کے مواقع میسر ہوں، جب فطرت ہمسائیگی ہی میں موجود ہو، جب صحت عامہ کی تیکنیکیں اور آلات عام افراد کی پہنچ میں ہوں ،جب وہ خود تشخیص اور خود علاج کر سکیں، اپنی تکلیف سے اپنے طور پر ہی نبٹ سکتے ہوں اور جب وہ موت سے ہمکنار بھی اپنی وجہ سے ہوں۔ مختصراً جب معاشرہ صحت مند ہوتا ہے تو پیشہ ور ڈاکٹروں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ایسے افراد کی ضرورت ہے جو قدرتی طور پر پیچیدہ عوامل اور اس کی پر

خطر ٹیکنیکوں میں تخصیصی مہارت کر سکتے ہوں، جیسے ڈھول بجانے کے لیے اُن لوگوں کی ضرورت ہے جن میں فطری صلاحیت ہو، لیکن انارکسٹ معاشرے ہر ایک کوئی اپنا آہنگ رکھتا ہوگا۔

تیسرا اعتراض: انارکی تشدد ہے؟

اگر انارکیت کا لفظ سننے پر پہلا تصور انتشار کا آتا ہے تو دوسرا غالباً تشدد کا ہونا چاہیے۔ انارکیت جب اتنی طاقت ور تحریک گئی ـــــ جیسا کہ زیادہ تر انیسویں صدی کے دوران ـــــ۔ کہ اس کے ساتھ نبٹنا ضروری محسوس ہونے لگا تو دونوں تلازمات کو بڑی شد و مد کے ساتھ پروان چڑھایا گیا ـــــ۔ سایوں میں رینگتے ہوئے مونچھوں والے شیطان کا تصور پہلے عام کیا گیا، 1986 میں شکاگو کے ہیے مارکیٹ اسکوائر میں ایک بم دھماکے کے بعد اس تصور کو مزید سنسنی خیزی دی گئی۔ اگلی چند دھائیوں میں انارکسٹوں کے ہاتھوں کئی ملکوں کے سربراہ لقمہ اجل بن گئے۔ یہ استعارہ پروان چڑھنے میں کئی سال لگ گئے۔۔ آج بھی کارٹون بم اکثر ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دکھایا جاتا ہے جو "وی فار وینڈیٹا" کا ماسک یا فلسطینی کفایا پہنے ہوتا ہے۔ تاہم اس کی تشریح (بلا تفریق) بچگانہ تشدد کی صورت میں ہی ہوتی ہے۔

اس مسئلے کی جڑ تک سب سے پہلے سوشلسٹ جارج آرول پہنچے جنہوں نے اپنے دوست جارج ووڈ کاک سے شکایت کی کہ انارکسٹ سوسائٹی کے پاس گروہی ذہن کو اُس جبر سے روکنے کے لیے کچھ نہیں ہے جو ریاست کا خاصہ ہوتا ہے، لا محالہ اس کا امکان بھی موجود رہتا ہے۔ ایک خاص طرح کے احمق انارکیت کی طرف مائل ہوتے ہیں جیسے کلاسیکی موسیقی، ٹیم سپورٹس یا "ہیلو کٹی" (بلی۔۔۔ ایک افسانوی کردار) کی طرف مخصوص احمق مائل ہوتے ہیں۔ ان کی حماقت ایک طرف خود اپنی ذات کے لیے تقویت کی وجہ بنتی ہے (اپنے گروپ پر برتری اور دوسروں پر کمتری کا ٹھپا لگاتے ہوئے) اور دوسری طرف اپنی بے توقیری (مخصوص رویے اور سٹریو ٹائپ طرز عمل اختیار کرتے

ہوئے) بھی کرتی ہے، ایک ایسے گھسے پٹے کلیشے کی راہنمائی کرتے ہوئے جو آسانی سے ہیجان انگیزی کی شکل اختیار کر لیتا ہے، مخالفین کی تضحیک کا نشانہ بھی۔۔۔۔۔انارکسٹوں میں مقبول لباس پہنے ہوئے نوجوان متشدد دھریے، چک پلنیوک کا مطالعہ، موسیقی (ہارڈ کور) کے پر تشدد ڈیمو، گندے گھروں میں رہتے اور پولیس کو ختم کرنے والی میمز کے خوابوں میں مبتلا نوجوان —— لیکن وہ ہرگز اس سے زیادہ انارکیت کی نمائندگی نہیں کرتے جتنی کہ کلف رچرڈ عیسائیت کی یا ہیلن لیوس عورتوں کی نمائندہ ہے۔ حقیقت میں انارکسٹوں کی بڑی تعداد امن پسند ہے اور کچھ اس حوالے سے قدرے انتہا پسند بھی واقع ہوئے ہیں۔ (مثلاً گاندھی نے بھی خود کو ایک انارکسٹ طور پر پہچانا) اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ انارکیت لازماً امن پسندی ہی ہے یا تشدد کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی (خاص کر جائیداد کے خلاف ضروری ہے)۔

در حقیقت مکمل اور حتمی امن پسندی ایک غیر اخلاقی، بے ثمر، اور اکثر اوقات نسل پسندانہ بے معنویت ہے۔ (حتیٰ کہ گاندھی بھی مارٹن لوتھر کنگ کی طرح اس صورت میں مسلح جدوجہد کے خلاف نہیں تھا جب امن پسندی بے نتیجہ ثابت ہو رہی ہو)۔اور یہاں تک کہ جو لوگ مشورہ دیتے ہیں کہ مقامی امریکی، یہودی اور لاؤشیائی اپنی نسل کشی سے بچاؤ کے طریقوں پر مثبت سوچ کا اظہار کرتے ہوئے، موم بتیاں تھام کر اپنی گواہی میں پر امن احتجاج کرتے رہیں۔۔۔ وہ بھی اپنی ایک چار سالہ بچی پر حملے کا دفاع جارحانہ طریقوں سے کریں گے۔

ان بنیادوں پر انارکیت کی بطور ایک تشدد حتمی تشریح، کہ یہ ایک بے چین، گروہ پرست، بچگانہ ذہن کے لیے رغبت، یا پھر کبھی کبھار تشدد کا استعمال یا محض تشدد کی ایک تجویز ہے، صرف مضحکہ خیز خاکہ ہی نہیں ہے، ایک منافقانہ فیشن بھی ہے جو بادشاہوں، سرمایہ داروں، سوشلسٹوں یا نظام کے دوسرے نمائندوں سے چلا آ رہا ہے۔اس سے کہیں زیادہ متشدد طرز زندگی کا شکار اس وقت ہم ہیں یا جو کبھی نظام (تاریخ میں) کا حصہ رہ چکیں ہیں۔ نظام۔۔۔۔۔ جس نے کرہ عرض پر ہر اچھی شے کو متشددانہ طریقوں سے تہس نہس کرتے ہوئے ہزاروں سال گزارے ہیں، نہتے عوام کو

لوٹتے ہوئے، انہیں نیست و نابود کرتے ہوئے یا زبردستی نظام کا حصہ بناتے ہوئے۔۔۔ان سب کا تصور ہی محال ہے۔

چوتھا اعتراض: انارکیت محدود ہے؟

ایک اور خدشے کا اظہار جو لوگ عام طور پر نراجیت کے بارے میں کیا جاتا ہے، وہ اس کی چند سو پر مشتمل چھوٹے گروہوں سے بڑھ کر موثر ہونے کی صلاحیت ہے۔ ناقدین نشاندہی کرتے ہیں کہ بلا شبہ، قبل از زراعت دور کے چھوٹے گروہ اور مختصر انحرافی جتھے، اپنی زندگیاں جبری قوانین کے دائرے سے باہر گزار سکتے ہیں لیکن اب بعد از صنعتی گلوبل معاشرہ کو ہم اس رُوئے زمین پر کیسے منظّم کریں گے؟

ہم نہیں کر سکتے۔ یہ ناممکن ہے۔ جس دنیا میں ہم رہتے ہیں وہ نیچے سے اوپر کی طرف منظّم نہیں ہو سکتی۔ لیکن انارکسٹ اصولوں سے تشکیل پانے والی دنیا کیسی ہو سکتی ہے؟ یہ ایک کھلا سوال ہے۔ بڑے پیمانے پر انارکیسٹ تعاون اور آزاد بین الاقوامی تبادلہ پوری طرح ممکن ہے اور اس کے نتیجے میں ایک بے حد پیچیدہ دنیا وجود میں آ سکتی ہے، لیکن اس طرح کی قطعاً بھی نہیں جس پر کہ زار اور کیسار حکمرانی کرتے رہے ہیں۔ انارکیت حقیقت میں پیچیدہ فیڈریشن کے اس طرح مخالف نہیں ہے جس طرح یہ لیڈرشپ، اتھارٹی اور قوانین کے خلاف ہے۔ انارکیت جس کے خلاف ہے وہ، ایک بار پھر، درجہ بند عمودی کنٹرول ہے۔ انارکسٹ تنظیمیں حقیقت میں درجہ بند ہوتی ہیں؛ قطعی ہموار شکل میں، جن میں اوپر والے درجوں کی طاقت صفر کے برابر ہوتی ہے، ٹاپ پر موجود لوگ صرف مشاورت اور نشر و اشاعت سے زیادہ کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ دادی جان کی طرح بالکل غیر موثر (جس طرح سسٹم میں مشاورتی کونسلیں ہوتی ہیں) ہوتی ہیں ——۔ جیسا کہ ایک با اثر انارکسٹ کولن وارڈ نے نشاندھی کی ہے کہ عالمی پوسٹل سروس اور ریلوے دو بڑے انارکسٹ ڈھانچے ہیں جن میں کوئی مرکزی کنٹرول موجود نہیں ہوتا۔۔۔اس طرح کے

لاتعداد معاشرے، جمیز سکاٹ کے مطابق، قبل از تہذیب دور میں موجود رہیں ہیں، یہاں تک کہ ہم نے بھی جھلک دیکھی۔۔۔ افسوس کہ صرف چند لمحوں کے لیے ـــــ۔ جدید دور کے انقلابی سپین میں ایک وسیع پیمانے پر انارکسٹ سوسائٹی تھوڑی عرصے تک قائم رہ سکی تھی۔ سمجھوتوں میں الجھی رہی، دائیں بازو کی فاشسٹ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، اسی شدت کے ساتھ بائیں بازو کے اصلاح پسند متشدد کمیونسٹ دباؤ سے بھی نبرد آزما ہونا پڑا۔ مزید براں ہر طرح کی دھوکے بازی جو اس طرح کے کھلے انقلابی تجربے کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ لیکن اس انارکسٹ سپین میں، ایک بڑے پیمانے پر برجستگی، امن پسندی، تنظیم اور فیاضی کی کئی ایک حیران کن مثالیں بھی دیکھنے میں آئیں.

لیکن ٹھہریئے! طاقت ور ریاست کو ایک غیر رسمی کمزور انارکسٹ فیڈریشن پر قابو پانے سے کیا شے روکتی ہے؟ تقریباً کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا امداد باہمی نظام غلط یا پھر ناقص ہے کہ ایک ہی گولی ہمیں ہلاک کر سکتی ھے؟ ـــــ انارکیت ـــــ حقیقی انارکیت ـــــ۔ حاکمیت پسندانہ درجہ بندیوں کی تشکیل سے روکتی ہے۔ یہ غیر معمولی حد تک سخت جان بھی ہوتی ہے اور جو بہت مختلف حالات میں لچکدار طریقے سے، مرکزیت پسند ریاستوں کی نسبت اپنا دفاع بہتر کر سکتی ہے۔ تاہم جدید ریاستوں کی فوجی طاقت سے، جس نے خود کو منظّم (اپنے محکوموں کی سدھاتے ہوئے) کرنے میں ہزاروں سال لگائے ہیں، ہمیں اس سے زیادہ محفوظ نہیں رکھ سکتی جتنا کہ شہد کی مکھی اپنے چھتے کی نیوکلر بم سے حفاظت کر سکتی ہے۔ مگر یہ پہلو انارکیت کو بے طاقت یا کمزور نہیں کرتا، جیسا کہ ہم دیکھیں گے.

ایک متعلقہ سوال یہ ہے کہ اگر انارکسٹ سماج کے اندر سے ہی غلبہ پسندی نمودار ہو جائے تو اس صورت میں دوبارہ کون روک سکتا ہے۔ تضاد کو تسلیم کرتے ہوئے کہ غلبے کا تدارک بھی غلبے کی مدد سے ہو گا، اس بات کو بھی مانتے ہوئے کہ حقیقت میں لوگوں پر غلبہ حاصل کرنا جان جوکھوں کا کام ہے ـــــ۔ سسٹم نے بھی اپنے پاؤں جمانے کے لیے مطلوبہ چالیس ہزار سال کا عرصہ لیا ہے اور ابھی تک خود کو برقرار رکھنے کے لیے اسے انتھک جدوجہد کی ضرورت ہے ـــــ۔ اس بات سے بھی

صرف نظر کرتے ہوئے کہ انسانیت بھی افراد کی طرح سیکھتی ہے، دلوں میں جاہلیت کو ایک دھماکے سے ختم کر سکتی ہے، تاہم اس چیز کا امکان ہمیشہ موجود رہتا ہے کہ سسٹم دوبارہ جنم لے سکے، سائیکل دوبارہ شروع ہو سکتا ہے۔ لیکن تو کیا؟۔۔ کیا یہ آپ کے لیے رکاوٹ ہے؟ کیا آپ کھانے سے اس لیے انکار کر دیں گے کہ آپکو دوبارہ بھوک لگ سکتی ہے یا ورزش ترک کر دیں گے کہ دوبارہ موٹے ہو سکتے ہیں یا محبت کرنا چھوڑ دیں گے کہ آپکو دوبارہ کوئی دھوکہ دے جائے گا۔

پانچواں اعتراض: انارکیت غیر مہذب ہے؟

درست۔ جہاں تک مؤثر اور مربوط انارکیت کا تعلق ہے، یہ ساری اس غالب مشینری کو رد کرتی ہے جسے ہم عام طور پر تہذیب کہتے ہیں۔ انسانی تاریخ کے زیادہ تر ادوار میں ایسی معاشرتیں عام رہیں ہیں اور حالیہ عرصے تک اس دور کی بے شمار باقیات بھی موجود تھیں جو کسی نہ کسی حد تک حقیقی انارکسٹ طرزِ زندگی کا نتیجہ ہیں؛ ایسی معاشرتیں جن میں مساوات پر مبنی سماجی اور جنسی تعلقات ایک معمول تھے، جیساکہ کام خوشگوار تھا، قلّت کا کوئی وجود نہیں تھا، نہ پیسے کا نظام تھا، نہ جنگیں ہوتیں، اور بہت ہی کم تکالیف تھیں، کم از کم ہمیں جن کا آج سامنا ہے۔ خاص طور پر، ڈپریشن، شیزوفرینیا، یا سائیکوپیتھی جیسی بیماریاں موجود نہیں تھیں۔ وہ انسان لمبی عمر پاتے، صحت مند ہوتے اور خوش زندگی گزارتے تھے، جیساکہ قدیم لوگوں کا مطالعہ کرنے والے ماہرین اتفاق رکھتے ہیں۔ مسائل تو یقیناً تھے، تنازعات، اختلافات، حتیٰ کہ قتل بھی —— بلاشبہ وحشی پن، وحشت ناک حد تک (انسان کا) ساتھی ہے، مگر جائیداد، خصوصی اختیار اور دوسرے لاتعداد مسئلوں کی عدم وجود میں، ذاتی مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح، اس پر بھی اختلافات اور شکوک بھی ہوتے تھے کہ کیا درست لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے؟ لیکن انہیں ووٹ کے ذریعے حل نہیں کیا جاتا تھا جس کے سامنے اقلیت کو سر جھکانا پڑے۔۔۔ بلاشبہ بیشتر صورتوں میں ان (مسائل) کا سرے سے کوئی حل نہیں ملتا تھا۔۔۔ مسائل اس طرح سے حل کیے جاتے تھے جن کا آج تصور تک بھی ممکن نہیں۔ ساتھ مل کر درست فیصلہ تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔

اس سوچ کو کہ تاریخ کی سب سے کامیاب معاشرتی تنظیم کو ہمارے لیے مثالی ماڈل بننا چاہیے ۔۔۔۔۔جس کی اس وقت ہم اجتماعی سطح پر ضرورت محسوس کرتے ہوں۔۔۔۔ قدیمی انارکیت کا نام دیا گیا ہے. یہ تنظیم کی مہذب شکلوں جیسے کہ مرکزی کنٹرول شدہ زرعی نظام، صنعتی ٹیکنالوجی، ادارہ جاتی اجارہ داری وغیرہ کی عمومی مخالفت ہے۔ ناقدین کی بنائے ہوئے ہوئی مزاحیہ خاکوں کے باوجود ('فون استعمال کر رہے ہیں! کتنے منافق ہیں!')، قدیمی انارکیت تمام ٹیکنالوجی کو مسترد کرنے کا مضحکہ خیز نظریہ نہیں رکھتی (جیسے آگ، مٹی کے برتن، یا حتیٰ کہ زراعت، جو ویسے بھی ریاست کے زیر انتظام جدید ہولناک فارم کی ہولناکیوں سے پہلے وجود میں آچکی تھی) اور نہ ہی یہ قدیمی انارکیت کے اپنے پیروکاروں سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنے کپڑے اتار کر درختوں میں جا کر رہنا شروع کر دیں۔ یہ یقیناً اس بات کی سفارش نہیں کرتی جیسا کہ بعض ناقدین سمجھتے ہیں، کہ انسانیت کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ صرف سمجھتی ہے کہ لوگوں کو ہانکتے ہوئے جبر اور کنٹرول۔۔۔ بادشاہت، پارلیمنٹ اور کارپوریشن۔۔۔ سے زیادہ گہرے سرایت کر چکے ہیں اور یہ کہ ہم سدھائے جا چکے ہیں، لیکن اپنے آلات/مشینوں کی وجہ سے اس قدر نہیں، جس قدر ان کے ذریعے جو ان پر اختیار رکھتے ہیں، اور یہ کہ ایک فعال معاشرے کو لازمی طور پر ہمارے آباؤ اجداد کی غیر جمہوری فلاحی مساوات، حساسیت اور فطری پن پر مبنی ہونا چاہیے۔اس لحاظ سے قدیمی انارکیت ،انارکیت کی ایک قسم ہے۔

اصطلاحات پر بحث سے ہٹ کر، قدیم معاشرتیں واحد مثال نہیں ہیں کہ ہمیں زر، سودی قرضوں کا مہلک نظام، شدید تخصیص (ہائپر سپیشلائزیشن)، پیشہ ورانہ طاقت کے جال، بیوروکریسی، قانون اور دیگر تہذیبی تکنیکوں کی ضرورت نہیں ہے تاکہ ہم خوشحال زندگی گزار سکیں۔ دنیا بھر میں لوگ، قرون وسطیٰ سے لے کر آج تک، غیر رسمی، غیر مرکزی نظاموں کے تحت اپنے فیصلے خود کرتے رہے ہیں، اپنی زندگیوں کا انتظام کرتے، کام کرتے، کھیلتے، تعلیم حاصل کرتے اور تنازعات کو بغیر کسی بالادستی کے حل کرتے رہے ہیں۔۔۔ ۔۔۔زر کی رسد خشک ہو چکی ہے، پولیس غائب ہے، حکومت ختم ہو گئی ہے، اس وقت لوگوں پر انکشاف ہوا کہ زندگی نہ صرف معمول کے مطابق جاری رہتی ہے بلکہ بہت آسان اور خوشگوار ہو جاتی ہے۔ عام طور پر

یہ بحران کے وقت ہوتا ہے، جیسا کہ 1970 میں آئرلینڈ کے بنکوں کا دیوالیہ پن، برطانوی، فرانسیسی، روسی، چینی اور ہنگری انقلابات کے ابتدائی دنوں میں، 1968 میں بہار کے دوران پراگ میں، اور سابق سوویت یونین میں کمیونسٹ انقلاب کا کباڑا ہونے پر.... اور پھر قدرتی آفات کے دوران جب تباہی گھیر لیتی ہے، جب لوگوں نے، ان واقعات کے ساتھ آنے والی تمام ہولناکیوں کے باوجود، اجتماعی ذہانت، وسائل کی فراہمی اور جذباتی بے ساختگی کا مظاہرہ کیا۔ یہ چیزیں ان کے لیے حیران کن تھیں، جیسا کہ ہمیں بھی حیرت ہوتی ہے، جو سماجی بحران کے دوران 'معاشرت' کے ٹوٹنے کو وحشیانہ انتشار کی شکل سمجھنے کے عادی ہیں۔ اس انتشار کا وجود تو ہوتا ہے، لیکن صرف اس وقت تک، جبتکہ تسلط اور بالادست افراد موجود ہوں۔۔۔ یہ تہذیب کی عدم موجودگی نہیں ہے جو تشدد اور ہنگاموں کی وجہ بنتی ہے بلکہ اس کی موجودگی ہے۔

دنیا بھر کی کسان معاشرتیں بھی، جن میں سے کچھ نہایت پیچیدہ اور وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہیں، اس بات کا ثبوت پیش کرتی ہیں کہ تہذیبی جبر کی مختلف مشینیں، زندگی کی تنظیم کے لیے غیر ضروری ہیں۔ مہذب ریاستوں کی ذیلی حدود میں قائم گروہ—— جن کو ہم وحشی اور پسماندہ لوگ کہتے ہیں—— صدیوں سے مرکزی کنٹرول کی مخالفت کرتے ہوئے، اپنی زندگیاں عمومی انارکسٹ خطوط کے مطابق کامیابی سے گزار رہیں ہیں۔ یقیناً، ان کے اندر کچھ غیر انارکیانہ مسائل بھی ضرور رہے ہیں۔ مگر ان کے لیے جو جاننے میں چاہتے ہوں، ان معاشروں نے ذہانت اور ہم آہنگی کا بھی اظہار کیا ہے، جن کے امکانات صرف ان افراد میں ہوتے ہیں جو سسٹم سے باہر کام کرتے ہوں۔.

انارکیت کارگر ثابت ہوتی ہے، اور اس کی کامیابی کے شواہد بھی موجود ہیں۔ تاہم، آخر کار شواہد کی اہمیت ثانوی یا اس سے بھی کم ہو جاتی ہے۔ یہ سمجھنے کے لیے شواہد کی ضرورت نہیں کہ چوری ایک ایسی معاشرت میں ناممکن ہے جہاں کوئی چیز کسی کی ملکیت نہ ہو، پولیس غیر ضروری ہو جاتی ہے جب قانون نافذ کرنے یا سرحدوں کی حفاظت کا کوئی سوال ہی نہ ہو، تعلیمی ادارے کی ضرورت نہیں رہتی جب خود معاشرہ (اور قدرت بھی) تعلیم کا ذریعہ ہو، اور طبّی ماہرین کے کرنے کو کچھ باقی نہیں رہتا جب بیماری اور

پاگل پن کے اسباب ہی ختم کر دیے جائیں۔ سب سے بڑھ کر، اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ آپ کو یہ سمجھنے کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں کہ آپ کو حکومتوں اور اداروں کی ضرورت نہیں کہ وہ آپ کو بتائیں کہ کیا کرنا ہے، اور آخر کار آپ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں۔

چھٹا اعتراض: انارکیت غیر حقیقت پسندانہ ہے؟

اگر ہم یہ مان لیں کہ انارکیت ہماری زندگیوں کے لیے ایک قابل عمل طریقہ ہے، اور یہ کہ محض جنسی پستولوں جیسے میوزیکل بینڈ اس کے نمائندہ نہیں ہو سکتے، تو بھی ایک مزید اعتراض —— بہت سے لوگوں کے لیے فیصلہ کن بھی ——- باقی رہ جاتا ہے: ایک حقیقی انارکسٹ زندگی کو کیسے عملی جامہ پہنایا جائے؟ یہ مانتے ہوئے کہ ابھی ہم انارکسٹ دنیا سے اتنے فاصلے پر ہیں جتنا کہ تصور کیا سکتا ہے، تو ہم وہاں کیسے پہنچیں گے؟ اور فرض کرتے ہوئے کہ ساری دنیا کو انارکسٹ ہونا پڑے گا، یا پھر ٹیکنالوجی کے ارتکاز کی طاقت باقی دنیا پر قابو پا لے گی؛ تو ہم ایک بین الاقوامی انارکسٹ جنت کیسے قائم کریں گے؟

کھرا جواب یہی ہے کہ ہم نہیں کر سکتے۔ سب سے پہلے، یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اپنی اساس میں فطرت، جس میں باشعور انسانی فطرت بھی شامل ہے، بدیہی طور پر ذہین ہے —— یہ ایک زندہ ذہانت ہے جو بے حد پیچیدہ اور مسلسل تغیر پذیر تناظر میں رد عمل دیتی ہے —— انارکسٹ حکمتِ عملی جو سماج کو منظّم کرنے کے لیے وضع کی جاتیں ہیں، بہر صورت وہ بہت کمزور ہوتی ہیں۔ لوگ جب پابندیوں سے آزاد ہوں گے تو وہ اپنی اپنی منفرد فیڈریشنیں، انجمنیں، ثقافت، روایات، کام کرنے اور زندگی گزارنے کے لچکدار طریقے وغیرہ خود تخلیق کر لیں گے۔ مگر کچھ امتیازی خصوصیات کا ذکر کیا جا سکتا ہے جو ایک آزاد اور فعال انارکسٹ قصبے یا ایک فارم، ایک تھیٹر میں لازمی طور پر موجود ہوں گی: جیسے انا تحلیل کرنے والی رسومات، بڑی فیڈریشنیں، ضم ہونے والے چھوٹے گروپ، عام آدمی کے قابل استعمال اوزار، فطرت کا وجود، دستکاری سے محبت، عورتوں اور بچوں کی آزادی، سب سے پیچھے چلنے والا قائد، وغیرہ۔ پھر بھی، ہم یہ نہیں جانتے کہ مختلف مقامات پر مختلف حالات

میں لوگ اپنی زندگیاں کیسے منظّم کرنے جا رہے ہیں۔ اور شکر ہے کہ ہم یہ نہیں جانتے۔

اس کے علاوہ، ہمیں جس دیو ہیکل عالمی نظام کا سامنا ہے، اس کو اسی طریقے سے قبول کرنا پڑتا ہے۔ اسے گرا کر انارکیت کو فروغ دینا ہمارے لیے، ظاہر ہے ناممکن ہے۔ جس طرح جم کر یہ کھڑا ہے، ہمارے اداروں کو تبدیل کرنے میں میں صدیاں لگ سکتی ہیں (کچھ اندازوں کے مطابق توانائی کے نظام کو تبدیل کرنے میں تقریباً 400 سال لگیں گے)۔۔ مزید ریاستی کارپوریٹ تکنالوجیکل نظام اور تسلط کے سیاسی، پیشہ ور (پروفیشنل) اور عسکری بازو، ان سب کی طاقت اور وسعت کو شامل کر لیں، جارحانہ پن کو نظر انداز کرتے ہوئے) اور پھر اسے عوام میں پیدا کردہ بے حسی، بیماری اور خوف سے ساتھ ضرب دیں ۔۔۔ اور تناظر میں دیکھیں کہ کرہ ارض کتنا آلودہ ہے، کتنے درخت باقی ہیں، فضا میں کتنا کاربن ڈائی آکسائیڈ ہے،۔ برفانی تودے اور منجمد زمین کتنی تیزی سے پگھل رہی ہے، سمندر کس رفتار سے گرم ہو رہے ہیں، اور ہمارے پاس کتنی کم مہلت ہے کہ ہم تیل، قیمتی دھاتوں، تازہ پانی، مچھلی اور زرخیز مٹی سے محروم ہو جائیں گے۔ اور پھر اس سب کے اوپر کچرے کا ڈھیر، اگر آپ اس ادراک کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔۔۔ اور بہت کم لوگ ہیں ۔۔۔ اس دنیا کے بنیادی بگاڑ کو، اس کی عمیق تباہی کو اور تاریکی کی گہرائی کو محسوس کریں جس میں ہم اب رہ رہے ہیں ۔۔۔ اجتماعی دانش اور خوشی سے اتنا دور کہ یہ خوابوں میں بھی خواب کی طرح محسوس ہوتے ہیں، اگر کسی طرح وہ ظاہر ہو سکیں۔ مزید، اس سارے عمل کو ایک ٹھوس تسلسل کی صورت میں دیکھیں کہ کیا معنی تشکیل پاتے ہیں، ایک مظہر کی صورت میں نظام کی شدت دیکھیں: کس طرح یہ مسلسل بڑھتا جا رہا ہے، ناکام تہذیبوں اور اداروں کے ٹکڑے سمیٹتے ہوئے، پرانی تیکنیکوں کو بہتر بناتے ہوئے، سنگدلی سے آگے دھکیلتے ہوئے، بے تکان چاروں طرف پھیلتے ہوئے، نوآبادیات قائم کرتے ہوئے، عقلی تاویل گھڑتے ہوئے، پختہ کرتے ہوئے، وضاحت کرتے ہوئے اور زیادہ سے زیادہ کنٹرول میں لاتے ہوئے ۔۔۔ ہم تباہی کے دہانے پر ہیں، اور یہ نظام صرف بڑھ ہی اور زیادہ سے زیادہ کنٹرول میں لاتے ہوئے ۔۔۔ ہم تباہی کے دہانے پر ہیں، اور یہ نظام صرف بڑھ ہی نہیں رہا، یہ ایک مرکب شرح سود کی طرح ہر شے کو لپیٹ میں لے رہا ہے ۔۔۔ برق رفتاری سے پھیل بھی رہا ہے۔ یہ کبھی نہیں رکتا، کبھی آرام نہیں کرتا، کبھی بھی ہار نہیں مانتا ۔۔ یہ بدی ہے، غیر انسانی ذہانت ہے، انتہائی اعلی درجے کی۔ یہ اس حد تک کامل ہے کہ ہم جیسے انحراف پسندوں کو مجرم اور منافق بنا دیتا ہے (او ہو اس

انحراف پسند کو دیکھو محنت کی دوکان سے خریدے جوتے پہنے ہوئے ہے)۔ اس لیے جب یہ ٹوٹتا ہے تو صرف اپنے حامی لوگوں کو ہی منتشر نہیں کرتا، ان کا گلا نہیں گھونٹتا، بلکہ اپنے مخالفوں کا بھی۔۔۔ منحرفین بھی ہر دوسرے کی طرح اس کی شیطانی چھاتیوں کو بھنبھوڑتے ہیں، اور جو اس سسٹم کی کمزوری سے مضبوط نہیں ہوتے، اس کے ساتھ کمزور ہوتے ہیں۔

اس سب کے بعد، غور کریں کہ صرف نئی ترتیب دینے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے؟ کون سی اصلاح، یا تبدیلی، کون سی پٹیشن یا مارچ اور اخباری مضامین۔۔۔ اس دیو ہیکل نظام کو ہمیشہ کے لیے روک سکتی ہے تا کہ یہ پھر کبھی اپنے اوزار نہ اٹھا سکے؟ کچھ بھی نہیں۔ یہ سوچنا کتنا لایعنی اور احمقانہ ہے کہ ہم قانون سازی کے ذریعے اس سے باہر نکل سکتے ہیں، یا اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز، کہ ماحول دوست ٹیکنالوجی سے پیداوار کو سست کر سکتے ہیں؛ کیا کوئی بھی معاشرے کو کبھی عقلی طور پر قابو میں رکھ سکتا ہے۔۔ سوچیں کہ اصل میں ہمیں کیا کرنا ہو گا تا کہ قدرتی دنیا کی فوری تباہی اور اس کے ساتھ ہماری نام نہاد تہذیب کا خاتمہ روکا جا سکے جو ہم نے تعمیر کی ہے۔ ہمیں فوری اور بڑے پیمانے پر منفی افزائش کرنی ہو گی، دولت اور طاقت کی نئے سرے سے تقسیم کرنی ہو گی، توانائی کے استعمال کو بہت زیادہ کم کرنا ہو گا اور ریاستی-کارپوریٹ نظام (چاہے وہ سرمایہ دارانہ ہو یا سوشلسٹ) کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینکنا ہو گا—اور یہ سب ہر جگہ، تقریباً فوری طور پر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں کیا کرنا ہو گا؟ نظام کو ختم کرنا ہو گا، ہمیشہ کے لیے۔ اور یہ کون کرے گا؟ ہم، جو اس مسئلے کو سمجھتے ہیں، یا سمجھنا بھی چاہتے ہیں، ہم بے حد، ناقابل یقین حد تک کمزور ہیں۔ چند بکھرے ہوئے انوکھے، ایک ایسی مشین کے سامنے جو دس ہزار سال سے بن رہی ہے، جس نے فطرت کے آخری گوشے کو بھی مسخر کر لیا ہے اور انسانی ذہن کے ہر گوشے میں سرایت کر چکی ہے۔ یہ ہر جگہ ہے، ہر وقت، ہر شخص میں، یہ آلودہ جسم ہے، بے چین جذبات ہیں، اور ان پر مبنی تمام خیالات ہیں۔ ہمارا کوئی امکان نہیں ہے۔

ہم نہیں کر سکتے۔ لیکن میں کسی کو جانتا ہوں جو یہ کر سکتا ہے۔

برائی کے زون کے خلاف ہماری طویل جدوجہد میں ہمارا ایک حلیف ہے، جو نظام کے لیے اسی طرح ہے جس طرح نظام ہمارے لیے ہے؛ ایک ناقابلِ تصور حد تک طاقتور، کائناتی اور دیومالائی سطح پر ایک طاقت۔ اس حلیف کے کئی نام ہیں، لیکن ہم یہاں اس کا سب سے غیر متنازعہ اور عام استعمال میں آنے والا نام لیں گے یعنی قدرت۔ قدرت انسان سے کہیں زیادہ موثر طور پر تحریک چلاتی ہے، اور وہ، ہماری طرح بات چیت میں وقت نہیں ضائع کرتی۔ قدرت نہ ووٹ ڈالتی ہے، نہ احتجاج کرتی ہے، نہ پٹیشن لکھتی ہے، نہ یونین بناتی ہے، نہ سخت خطوط لکھتی ہے، اور نہ سوشل میڈیا پر مہم چلاتی ہے۔ وہ تو بس دنیا کو آسانی سے بہا لے جانا پسند کرتی ہے۔

نظام کا یہ خیال ہے کہ وہ قدرت کو سمجھتا ہے، کیونکہ وہ قدرت کے ہر قابلِ پیمائش پہلو کی پیمائش اور قابل بیان کو بیان کر سکتا ہے، یعنی اشیاء اور واقعات کی نام نہاد خارجی صورت (ظاہری شکل) اور خیالات اور جذبات کی نام نہاد داخلی صورت (باطنی شکل)۔ چونکہ نظام کو دکھائی دیتا ہے کہ ہر شے ایک ہیئت یا شکل کی صورت میں ہے، اس لیے نظام کے فلسفی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہر چیز قدرتی ہے۔ لفظ "غیر فطری" ان کے لیے بے معنی ہے کیونکہ وہ اس اصول فطرت کا تجربہ کرنے سے قاصر ہیں جو شکل سے پہلے موجود ہوتا ہے اور شکل کو تشکیل دیتا ہے (ہیئت سے مقدم ہے اور ہیئت پر مشتمل ہے)۔ "فطری" —— فطری تنظیم جس پر انارکسٹ معاشرے کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں —— جو شعور کو بیان کرتی ہے، جو کہ باطنی ہیئت (شکل، فارم) سے مقدم ہے اور تناظر، جو خارجی ہیئت (شکل) پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ وہی قدرتی اصول ہے جو قدرتی پرندے کو پیدا کرتا ہے اور اسے قدرتی طور پر کسی کیڑے کے ساتھ رد عمل دینے کی رہنمائی کرتا ہے۔ شعور کی کمی اور تناظر سے علیحدگی غیر فطری کیڑے مار طیارے کو پیدا کرتی ہے اور اسے غیر فطری رد عمل دینے کی رہنمائی کرتی ہے۔

ایک خود۔ مطلع (سیلف انفارمڈ) ذہن فطری تنظیم کی سمجھ پر قدرت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ذہن ایک قطعی تقسیم یعنی "یہ یا وہ" کا میکانزم ہے۔ یہ یا تو لہر دیکھتا ہے یا پارٹیکلز (ذرات) ——۔ یہاں یا وہاں پر مشتمل ہے ، انتشار یا پھر نظم دیکھتا ہے۔ لیکن شعور کی طرح قدرت، "دونوں-اور" (یہ یا وہ کی بجائے) ہے۔ یہ لہر

بھی ہے اور ذرہ بھی ہے، یہاں بھی ہے اور وہاں بھی ہے، باترتیب بھی ہے اور منتشر بھی ہے۔ انارکسٹ جب یہ دعویٰ (یہ یاوہ پر۔۔ ثبوت کے بنا) کرتے ہیں کہ فطرت کو۔۔۔۔ سائنسی طریقہ کار، فنکارانہ بصیرت، ٹرانسپورٹ، تعلیم، فارمنگ، شہری منصوبہ بندی یا زندگی کے دوسرے معاملات پر اس حد تک حکمرانی کرنی چاہیے ـــــ۔۔۔ جس حد کہ وہ خود ذہن یا نظام کے ذریعہ آگاہ ہوتی ہے ـــــ تو ذہن معترض ہوتا ہے. یہ (ذہن) فطرت کو ایک شے کے طور پر متشکل کرتا ہے، ایک شے جو وہاں ہو، ایک بے ترتیب، بے قابو، وحشی اور منتشر شے اور جسے الگ الگ کیا جائے، مغلوب شدہ ہو، منظّم کیا جائے، اور یہ خیال کہ قدرت اتنی ہی ذہانت اور خوبصورتی سے معاشرے کو منظّم کر سکتی ہے جیسے وہ کھمبیوں کے جال اور درختوں کی چھتریاں بنا سکتی ہے، نا قابلِ تصور ہے۔

تو فطرت دنیا کو جو جھٹکا دینے جا رہی ہے وہ محض رسمی طوفان، سیلاب، قحط، بیماریاں، اور برفانی طوفانوں کی شکل میں نہیں ہے، جن کا ذکر آپ بھی پڑھتے رہتے ہیں اور جن کا امکان بھی رہتا ہے، نہ ہی صرف بے گھر افراد کی کرہ ارض پر ہر سمت پھیلتی لہریں ہیں یا پھر جلد ہی ہونے والی ایک نا قابل تصور خانہ جنگی ہی نہیں، بلکہ، یہ اُس بڑے قدرتی اصول کی انتہا ہے جو اس تباہی کے پیچھے موجود ہے۔۔۔۔ ذہن کی آزادی کے لیے محض پاور لائنز کی تباہی اور حکومت کو گرانا ہی کافی نہیں، سسٹم ہماری روح میں جڑوں تک سرایت کر چکا ہے۔ پیدائش کے لمحے سے ہی، ذات (فرد) کو بتدریج ایک تابعِ۔ نظام بچے کی شکل میں ڈھالنا شروع کر دیا جاتا ہے؛ خاندان کے بگاڑ پیدا کرنے والے اثرات کے باعث ـــــ ایک بدمزاجی، جذباتی کرب، پھر لطیف جبلتوں پر مسلسل دباو کے (لاشعوری) ذریعے ـــــ۔ سوشل لائیزیشن کے دباو سے مزید ـــــ۔ حکم ماننے، قبول کرنے، مطابقت اختیار کرنے اور نظام کے سامنے جھکنے کی تربیت دی جاتی ہے ـــــ چاہے وہ سکول ہو، دفتر ہو، عدالت ہو، پارلیمنٹ ہو یا مصنوعی دنیا ہو جس میں لوگ آہستہ آہستہ جذب ہو رہے ہیں؛ پھر ؛ تماشے کی مکمل طور پر نقلی دنیا کی لت میں مبتلا ہونے سے، اس کے بے مہابا، مسلسل پروپیگنڈے کی زد میں ہونے کی وجہ سے اور اس کی دلکش، لت آمیز ترغیبات کے آگے ہتھیار ڈالنے کی کیفیت، جو

ایک بار پھر، لاشعوری طور پر فرد کی مخصوص بے چینیوں اور جنونوں کو مدِ نظر رکھ کر ترتیب دی جاتیں ہیں:۔

ایک ایسے ماحول میں زندگی جینے سے جو مسلسل میڈیشن کی زد میں ہو، اور جس میں کوئی جنگلی فطرت، کوئی براہ راست سچائی، کوئی جمالیاتی گہرائی یا کسی طرح کی حقیقت کو جڑ پکڑنے کی اجازت بھی نہ ہو؛ اپنی تمام تر ضروریات کے لیے نظام پر مکمل انحصار سیلف، آہستہ آہستہ جذباتی طور پر انتہائی مشغول، نیم خیالی، اور بھوت نما مخلوق کی شکل اختیار کرلیتا ہے جو نیم جنونی، نیم مردہ، مکمل طور پر پیش گوئی کی گرفت میں، حساسیت سے عاری۔۔۔۔ نظام کا ایک ضمیمہ بن جاتا ہے؛ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہوتا کہ اپنی ذات سے باہر (غیر-ذات) اشیاو معاملات کو سمجھ سکے۔ دوسرے الفاظ میں سیلف انا (ایگو) کا روپ دھار لیتا ہے، یعنی ایک ایسے 'خود-آگاہ' ذہنی۔ جذباتی میکانزم کی شکل جو حقیقت نظام کی حقیقت متعین کرنے والے تقاضوں کو مکمل طور پر قبول کرلیتا ہے۔ یہ سیلف (ذات)، 'نظام' کے ایک محدود تصور کے خلاف بغاوت کر سکتی ہے، ہر طرح کی فنکارانہ اور تخلیقی آزادی کا خواب دیکھ سکتا ہے، اپنی تکلیف اور اپنی گھٹن کے جواز میں ہر طرح کی دلکش سازش گھڑ سکتا ہے ـــــ-- بلا شبہ اس کا تعطل (بریک ڈاون) ہو سکتا ہے، تباہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔ بے شک ہونا بھی چاہیے۔۔۔۔ لیکن جب تک یہ ایگو سسٹم ہمارے شعوری تجربے پر حکمرانی کرتا رہے گا، معمول کی یہ دنیا ہمیشہ کے لیے صرف اور صرف، روزمرہ کی شکل میں دکھائی دیتی رہے گی۔ اور اس طرح نظر نہیں ائے گی جیسی اس کی حقیقت ہے ـــــ-- ہر لمحہ اعصاب شکن حیرانگی کو اور ذات میں توڑ پھوڑ کرنے والی آزادی کے لیے دعوت ناموں سے بھرپور دنیا۔۔۔۔۔ر

یہ ضروری ہے کہ اس پائیدار مشروطیت (سسٹم اور انا یا فرد کے درمیان) کو سمجھا جائے کیونکہ یہ ایک عقلی یقین یا پھر سرکاری، سماجی بیانیے کو قبول کرنے کا مسئلہ نہیں ہے (حالانکہ یہ بھی ہے)، اور نہ ہی ہم صرف یہ بات کررہے ہیں کہ سماجی مشروطیت اور گروہی سوچ سے نفسیاتی بھوک اور تشویش کی پرورش کیسے ہوتی ہے (حالانکہ یہ بھی ہے)۔ نظام سے مشروط (نظام کے ماتحت انسان) انا صرف اس فرقے، پیشے یا ریاست کی بے معنی سائنسی یا مذہبی باتوں کی جگالی نہیں کرتی جن سے اس کا تعلق ہوتا ہے، اور نا صرف یہ سوچتی، محسوس یا عمل تک بھی اس طرح کرتی ہے جیسا کہ

نظام کرتا ہے بلکہ یہ دیکھتی اور حتہ کہ محسوس بھی منظّم انداز میں کرتی ہے۔ سیلف (ذات) مکمل طور پر نوآبادی (کالونی) بن چکا ہے (سسٹم کی)۔اسی طریقے سے نظام۔۔۔۔ جو اداروں کی مجرد اور عالمی دماغ کی ہائپر دنیا پر مشتمل ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ فطرت سے جڑتا ہوا محسوس ہوتا ہے، یہ ایک ضرورت، ایک مقدر کی شکل اختیار کرلیتا ہے، اور اسی طرح برتا جاتا ہے: ایک جابر، نچوڑنے والا مگر صبح شام کا روٹین۔ تاہم ایک فطری معمول کے برعکس، یہ ہمارے لیے "غیر" ہوتا ہے، ایسی چیز ہے جسے ہم نہ تو درست طور پر محسوس کر سکتے ہیں، نہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی اس پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ خوابوں میں یہ ایک بھوت، نامعلوم خوف لیکن جاگتے ہوئے اپنی زندگیوں کی قیمت پر اس کا دفاع کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آزادی کے حقیقی لمحے موت کی طرح محسوس ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم صرف باہر کی دنیا پر ہی قابو نہیں پا رہے ہوتے، بلکہ اپنے اندر اس مکمل ذات کو بھی اپنے بس میں لا رہے ہوتے ہیں جو اس دنیا کو پیدا (ہمارے اندر) کرتی ہے اور زندہ رکھتی ہے۔ اسی لیے، بظاہر متضاد طور پر، حقیقی آزادی کے تجربات نہ صرف ذہن کو خیرہ اور دل کو پُرجوش کرتے ہیں، بلکہ فطری جسم کو خوشی، صدمے اور سقوط کا تجربہ بھی کرواتے ہیں۔ انقلابی انکشافات ہمیں یہ دکھاتے ہیں کہ شکلوں، رنگوں، ذائقوں کی حقیقت کتنی دل دہلا دینے والی ہوتی ہے۔ پاؤں کے نیچے زمین کا دباؤ، زبان پر شکر کا ذائقہ، اور یہ حیرت انگیز حقیقت کہ مجسم اشکال کی بھی اپنی حقیقت ہوتی ہے۔

آپ کی ذہنی صحت اس بات پر منحصر ہے کہ آپ کس حد تک اس ورلڈ مشین (نظام کی دنیا) سے آزاد رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اور جو بھی قدم آپ اس نظام کو توڑنے یا اسے سمجھنے اور دوسروں تک اس کا شعور پہنچانے کے لیے اٹھاتے ہیں کہ اس کی اصلیت کیا ہے اور یہ کیسے کام کرتا ہے۔۔۔۔ یہ حقیقی کامیابی اور بھلائی کی واپسی ہوتی۔ اعصاب شکن ہڑتالیں جو کسی مطالبے کے بغیر کی جائیں (مثال کے طور پر امیروں کے گھروں کی صفائی سے انکار کرنا یا ان کا کچرا اٹھانے سے انکار کرنا)، الیکٹرانک سرگرمیوں سے ریکارڈ تلف کرنا (یہ عمل تاریخ میں کسان بغاوتوں کا سب سے پہلا قدم ہوتا تھا)، اجتماعی طور پر کرایہ یا قرض ادا کرنے سے انکار کرنا، تشریح اور کنٹرول کے طریقوں میں خلل ڈالنا، کمیون قائم کرنا (اور سرگرم گروپوں

اور خاص طور پر 'جمہوری عام اسمبلیوں' سے بچنا)، خوش گوار سچ کی ترویج، اور سب سے زیادہ مؤثر طریقہ، نظام کے کمزور نکات کو ڈھونڈ کر، جھپٹنا یا منجمند کرنا (لیکن براہ راست تصادم سے بچنا)۔ یہ سب مؤثر اور اہم کام ہیں، جیسے سائیکل کی مرمت سیکھنا، گاجر کاشت کرنا، شراب کشید کرنا، پناہ گاہ بنانا، چار کول تیار کرنا، بین بجانا سیکھنا، اور تھیمز لنک پر خوبصورت گرافٹی پینٹ کرنا۔ حتہ کہ ایک پر عزم اور ذہین گروپ بالآخر، صحیح وقت پر، نظام کو جہنم واصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ نظام کے خلاف اور اسے تباہ کرنے والی سرگرمیوں کا حصہ بننا، ایک ہمدرد اور باشعور لوگوں کے لیے کوئی آپشن نہیں ہو سکتا، بلکہ صرف نظام سے باہر، ایک اجنبی یا "غیر دنیا" میں زندگی گزارنا انہیں مجبور کرتا ہے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک بڑی بغاوت اور بہترین تیاریوں کے باوجود، فی الحال نظام کو مکمل طور پر گرانے یا اس کے ممکنہ خاتمے پر مناسب ردعمل دینے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ یہ صرف قدرت ہی کر سکتی ہے، ذات کا شیرزاہ بکھیرنے والا ہماری فطرت کا اصول۔۔۔

یہ خود۔ مطلع ذات (سیلف انفارمڈ) ہی نظام کو ختم کرنے کا واحد راستہ ہے؛ خود مطلع ذات کو یا اس "انا" کو ختم کرنا جو اس نظام کو پیدا کرتی ہے اور زندہ رکھتی ہے۔ جیسے جیسے زیادہ لوگ اپنی فطرت کو سمجھنا، محسوس کرنا اور اس کا اظہار سیکھیں گے ــــ ایک ایسا واقع جسے نظام سے جڑے لوگ 'نرگسیت' کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں ــــ قدرتی انسانوں کا ایک ناقابل تصور بے ترتیب، غیر مرکزی، غیر جمہوری، انحراف پسند آزاد گروپ ناگزیر طور پر نظام کو توڑ ڈالے گا، جیسا کہ ماضی میں کئی بار ہو چکا ہے۔ تاہم، یہ انحراف پسند اندرونی انقلاب اصل میں کیا ہے ــــ آخر میں جو حیران کن حد تک سادہ ہے ــــ۔ سسٹم کے ایک عام ذہن کے لیے ایک غیر معمولی داستاں ہے۔ یہ عجیب، زبردست اور حیرت انگیز ہے۔ لیکن اس پر مکمل روشنی ڈالنے کے لیے ایک اور کتاب کی ضرورت ہے۔ میں اس کا احاطہ اپنی کتاب 'ایگو کے 33 افسانے' میں کروں گا

ساتواں اعتراض: انارکیت پاگل پن ہے؟

بہت سے لوگ سیاست کو مکمل طور پر رد کر دیتے ہیں، کبھی خبریں نہیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں کہ 'سیاست' کے زمرے میں آنے والا ہر موضوع ـــ مثال کے طور پر امیگریشن، حکومت، پیسہ، معاشرتی طبقہ یا کام ـــ کے بارے میں بہت کم بات کی جا سکتی ہے، کیونکہ یہ سب کچھ طے شدہ ہے یا سرے سے ہی فضول اور بکواس ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک انارکسٹ (لاحکومتی) نقطہ نظر ہے۔ اگر ہم انسانی تجربے کے آغاز سے دیکھیں تو بلاشبہ تاریخ میں زیادہ تر ایسے لوگ رہے ہیں جن کو ان معاملات سے واسطہ نہیں پڑا جسے سیاست کہا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ریاست کے ساتھ : ایک پیشہ ورانہ اتھارٹی یا جنگ و جدل، محصولات یا خبروں اور تکنالوجی وغیرہ سے۔ ان لوگوں میں ابتدائی شکاری معاشرے، بچے، جانور، پودے اور کائنات کی دیگر غیر انسانی اشیا شامل ہے۔ یہ سب بھی انارکسٹ ہیں۔

کچھ لوگ، گو تعداد میں کم لیکن اپنے اثر و رسوخ میں بے حد وسیع ـــ ایسے بھی ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے ہم عصروں کی اخلاقی، ذہنی یا معاشرتی اتھارٹی کو مسترد کیا مگر آزادی سے اپنے شعوری تجربے کی گہرائیوں میں غوطہ زن رہے۔ ہم ایسے لوگوں کو عظیم فنکار اور سائنسدان کہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سیاسی طور پر انارکسٹ نہ ہوں، اور ان کا کام بہت سنجیدہ اور منظّم ہو، لیکن جو کام وہ کرتے ہیں اس کے لئے ان کا رویہ، جیسا کہ پال فیرابینڈ نے واضح کیا ہے، انتہائی آزادانہ ہوتا ہے۔ ہم کبھی کبھار ان کے کام کو بھی انارکی سے تعبیر کرتے ہیں؛ جیسے کہ مونٹی پائتھن کی مزاحیہ تخلیقات، امیر کوستوریکا کی فلمیں، جیڈو کرشنامورتی کا فلسفہ، مومن کہانیاں، کین کی موسیقی، ٹومی اونگیرر کی تصویریں؛ کوئی بھی ایسا منحرفانہ رویہ جو اختیار کی مکمل نفی کرے اور ہماری اصل، قدرتی جبلتوں کو برانگیختہ کرے، انارکیت کی شکل میں ہمارے سامنے آتا ہے۔ اسی وجہ سے بہت سے عظیم لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ جارجس براسنز، پی بی شیلی، ولیم بلیک، مارک رتھکو، جے آر آر ٹولکین، لاؤزو، حضرت عیسیٰؑ، لڈوگ وٹگنسٹائن، لیو ٹالسٹائی، البرٹ آئن سٹائن اور گاندھی نے سبھی اپنی زندگیوں میں یہ محسوس کیا کہ تمام پابندیوں سے انکار ہی علم کو آگے بڑھانے، ہم آہنگی کے ساتھ زندگی گزارنے، ایمانداری سے جینے یا خوشی کا واحد طریقہ ہے۔

اس "رد" کو عام طور پر ایک قسم کی منفیت یا دیوانگی سے تعبیر کیا جاتا ہے، قطعی طور پر بات کرتے ہوئے ، حقیقت بھی کچھ ایسی ہی رہے۔ انارکیت کی تشریح بھی، غلط تفہیم کا شکار ایک دوسرے تصور معدومیت پسندی کی طرح زیادہ تر اس حوالے سے کی جاتی ہے جو یہ نہیں ہے۔ لیکن زندگی، جس کو انارکسٹ اور معدومیت پسند مقدس سمجھتے ہیں، در حقیقت کوئی تعریف نہیں رکھتی۔ حقیقت، جس کا ہر کسی کو کبھی کبھار ادراک بھی ہوتا رہتا ہے، اس سے کہیں زیادہ غیر مانوس، متوازن اور لچک دار ہوتی ہے، جتنا اس کہ اس بارے میں کہا جاسکتا ہے۔

انارکیت، اصطلاح کے بہترین معنوں میں، اپنی تعریف کے خلاف مزاحمت کرتی ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ بذات خود ذہانت ہی، ایک واحد اثاثے کی صورت میں انسانی زندگی ہے، ہم میں سے ہر فرد کی شعوری زندگانی۔ چنانچہ افراد کو ضرورت نہیں ہے کہ بادشاہ، شہزادے، ریاست، پیشہ ور لوگ، ادارے یا نظام۔۔۔ اُن پر حکمرانی کریں۔ کیونکہ ان کے اندر موجود زندگی زیادہ ذہین، زیادہ موزوں، زیادہ حساس، زیادہ معاف کرنے والی اور زیادہ تخلیقی ہے ــــ یقینی طور پر کسی بھی انسانی اتھارٹی سے کہیں زیادہ۔۔۔ زندگی کو عقلی تصورات میں معین (فکس) نہیں کیا جاسکتا؛ اسے فنکارانہ انداز میں، بالواسطہ، شاعری، موسیقی یا آہنگ اور نظر سے ــــ اس کا اظہار انسانی تعامل کے جملہ فنون کے ذریعے کیا جاسکتا ہے ــــ۔۔۔ اور بے لچک طریقوں سے اس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ انارکسٹوں کے خیالات، جہاں تک براہ راست بیانات کا تعلق ہے، اکثر منفی شکل میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کو "معدومیت" سمجھتے ہوئے اکثر اس کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے کہ یہ ہر شے کے خلاف ہیں۔

ایک اور وجہ جس کی بنا پر لوگ انارکیت پر معدومیت کا الزام لگاتے ہیں، یہ ہے کہ اجتماعی مسائل کے حوالے سے یہ (انارکیت) نہ تو سوشلسٹ ہے نہ سرمایہ دارانہ۔ اس الزام کے پس منظر میں کچھ یوں ہے کہ: ''تم ہماری ٹیم (کمیونزم، سوشلزم، سرمایہ داری، نسائیت، قوم، منڈی، وغیرہ) کو نشانہ بنا رہے ہو ــــ لہٰذا تم کسی چیز پر یقین نہیں رکھتے!'' یا پھر ریاستی۔ نظام (جیسے ریاستی ادارے یا پھر کارپوریٹ۔ نظام) اور اسے چلانے کے سوشلسٹ۔ اصلاحی منصوبے، جو سب کچھ ہیں، یا ہمیشہ کے لیے یہی رہیں گے، اس کے علاوہ

کچھ بھی ہے، سب 'باطل' ہے (کیونکہ نظام ہی کائنات ہے)، یا 'پاگل پن' اس کا مترادف ہے (کیونکہ سسٹم ہی معقولیت ہے) یا پھر 'غیر حقیقی' ہے (کیونکہ حقیقت وہی ہے جس طرح معاملات چل رہے ہوں اور جس شکل میں لوگ ہمیشہ سے زندگی گزارتے آرہے ہوں)، ایک سدھائی ہوئی خود کاریت (ڈومیسٹیکیشن) کی شکل میں جو تیکنالوجیکل ریاستی نظام (کارپوریٹ یا جاگیردارانہ) کی ہمیشہ کے لیے ایک باندی ہے (لاشعوری طور پر) اور یہی سچ ہے۔۔۔ اس کی مخالفت کریں تو آپ قدرتی طور پر غیر حقیقت پسند، دیوانے اور معدومیت پسند فرد قرار پاتے ہیں۔

یہ دنیا خود-مرکز (اناپرست) ذہن نے بنائی ہے اور جس کا ہمارے اوپر غلبہ ہے، اس لیے یہ کہنا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، ذہن کو فطری طور پر ایک پاگل پن محسوس ہوتا ہے۔ جب یہ سوال کیا جائے کہ ہمیں کیا چاہیے تو جو جوابات انارکسٹ دیتے ہیں، وہ بھی لایعنی ہی ہوتے ہیں؛ کیونکہ خود پسند (اناپرست) ذہن ان (معاملات) کو سمجھنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ یہی 'نظریاتی اُلجھاؤ' ہے کہ بہت سارے لوگ جو اپنی زندگیوں کے زیادہ تر کاموں میں انارکسٹ ہوتے ہیں، خود کو انارکسٹ کہلوانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ جب وہ اپنی سیاست یا ثقافت پر غور و فکر کرتے ہیں، تو انہیں وہی نظریے دکھائی دیتے ہیں جو نظام میں موجود ہوتے ہیں: جیسے سرمایہ داری، سوشلسٹ نظریات، عیسائیت، انسانیت پسندی، نسائیت یا کسی اور سسٹم کا نظریہ، اور جب وہ انارکیت پر غور کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں وہی خیالات آتے ہیں جن کی پرورش نظام کرتا ہے؛ انارکیت انہیں غیر انسانی، بے ترتیب، پُر تشدد، لوکل، غیر حقیقی، غیر مہذب یا پاگل پن محسوس ہوتی ہے۔

اور پھر بھی زندگی خود انارکی ہے، اور اس کے اندر کی ہر اچھی چیز بھی؛ جن میں آپ بھی شامل ہیں۔ اپنے دوستوں، اپنی محبت کی زندگی، فطرت کے ساتھ اپنے رویے، اور اپنی تخلیقی زندگی (اگر آپ کی ہے) پر نظر ڈالیں۔ دوسرے الفاظ میں، آپ مرکزی طاقت اور کنٹرول کے جابرانہ نظاموں سے آزاد ہو کر کیسے برتاؤ کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنے قریب ترین رشتے جبری اصولوں پر قائم کرتے ہیں؟ کیا آپ دوستوں کے ساتھ باہر جاتے وقت ووٹ پر انحصار کرتے ہیں؟ کیا آپ اپنے خاندان کے ساتھ قوانین لکھتے اور سختی سے نافذ کرتے ہیں؟ کیا آپ محبت کرنے کی سرگرمیوں میں حصہ

لینے سے پہلے باضابطہ منظوری کا انتظار کرتے ہیں؟ کیا آپ کی قدرتی زندگی میں کچھ سوشلسٹ ہے؟ کیا آپ جمہوری انداز میں تخلیق کرتے ہیں، کھیلتے ہیں اور مل کر کام کرتے ہیں؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھار 'ہاتھ اٹھا کر رائے لی جاتی ہو، لیکن ذاتی اور اجتماعی زندگی کی سب سے فراخ دل، ذہین اور خوش گوار سرگرمیاں بغیر کسی غلبے کے انجام دی جاتی ہیں؛ یہ انتہائی پر اسرار طریقے سے، قدرتی طور پر، برجستگی سے جاری رہتیں ہیں، آزادی کے ساتھ۔

اسی لیے انارکیت ایک ایسی جبلت ہے جو معدوم نہیں ہو گی۔ فطرت انارکسٹ ہے، بچے انارکسٹ ہیں، آزاد، تخلیقی ذہن انارکسٹ ہوتا ہے، انسانیت کے تمام محبوب پیش رو کسی نہ کسی حد انارکسٹ تھے۔ تمام تر انسانی معاشرہ، کارپوریٹ ریاست کے بہت چھوٹے دائرے کے سوا، ہمیشہ انارکسٹ رہا ہے اور آج بھی ہے۔ چاہے وہ شکاری قبائل ہوں، دوست، عاشق یا سب سے زیادہ موئثر ترین کام کرنے والے گروہ ہوں۔ ہم انارکسسٹ ہیں۔

آپ کے پاس انتخاب، انارکیت اور انارکیت کے درمیان ہے۔

آج کے دور میں ایک آزاد انارکسٹ معاشرہ کیسا نظر آ سکتا ہے؟ تصور کریں کہ اگر ہم ریاست اور اس کے تمام قوانین کو ختم کر دیں، اپنے اداروں اور کمپنیوں کو توڑ دیں، اسکول کی حاضری اختیاری بنا دیں، جیلوں کے دروازے کھول دیں، تعلیمی اسناد اور پیشہ ورانہ سرٹیفکیشن ختم کر دیں، ہر کسی کو پیشہ ورانہ طور پر محفوظ وسائل تک رسائی دے دیں، تمام قرضے معاف کر دیں، پولیس، فوج، جدید صنعتی ٹیکنالوجی، پیسہ، بینک اور نجی جائیداد ختم کر دیں۔ مختصر یہ کہ ہم یوں زندگی بسر کریں جیسے وہ دن آ چکا ہو۔ دکھائی یہ دیتا ہے جیسے اس طرح کی صورتحال کا نتیجہ ناقابلِ یقین کیاس اور تکالیف کی صورت میں برآمد ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آسودگی کے چند ایک جزیروں کو چھوڑ کر دنیا پہلے ہی ناقابل یقین کیاس اور مصائب کا شکار ہے، مگر یہ اعتراض بے معنی ہو جاتا ہے؛ کیونکہ جلد ہی ایک حادثہ ہوگا جس کے نتیجے میں سب کچھ ہو جائے گا۔ ہمارے پاس انتخاب ہے کہ یا تو ہم اس طرح کا حادثہ برداشت کریں یا خود کو منظّم کریں۔ دونوں صورتوں میں حالات سنگین ہوں گے؛ مگر مجھے معلوم ہے کہ میں کس کو ترجیح دیتا ہوں۔

یہ تحریر ڈیرن ایلن کی کتاب " نظام کے تینتیس فسانے " سے لی گئ ہے۔